۷۸۶

مطبوعات

پریم اور شانتی کا مذہب | تالیف جناب چودھری غلام احمد صاحب پرویز بی۔ اے

جناب پرویز سے ناظرین ترجمان القرآن خوب واقف ہیں۔ انکے نام ہی سے لوگ خود اندازہ کر لینگے کہ یہ چھوٹا سا پمفلٹ کن خوبیوں کا حامل ہوگا۔ تاہم تبصرہ نگار کا فرض ہے کہ ہر چیز کا حسن و قبح سامنے لاکر رکھ دے۔

فاضل موئف نے اس رسالہ میں کوشش کی ہے کہ اسلام کا جو بھیانک تصور اغیار کے مکروہ اور بے اصل پروپیگنڈا نے غیر مسلم دماغوں میں پیدا کر دیا ہے اسے قرآن کی تعلیمات کے سیدھے سادے لفظوں میں پیش کر کے دور کر دیا جائے، اور بلاشبہ اس کام کو انہوں نے بڑی خوبی کے ساتھ انجام دیا ہے۔ وحی، ایمان، قرآن اور ختم نبوت کے مسائل کے ساتھ ساتھ بعض اسلامی احکام کو جس دلآویز، مؤثر، عام فہم، اور سلجھے ہوئے انداز بیان میں انہوں نے پیش کیا ہے وہ متعصب سے متعصب انسان کے دل میں بھی اسلام کی حقانیت کا نور کم سے کم ایک مرتبہ تو چمکا ہی دیگا۔

لیکن اس بات سے ہمیں سخت اختلاف ہے کہ دوسروں کیلیے اسلام کو مزین بنانے کی خاطر، ہم اُن تخیلات کو اسلام کی طرف منسوب کریں، جو اُن کو اپیل کرنے والے ہوں، مگر خود اسلام میں موجود نہ ہوں۔ اسلام کو پریم اور شانتی کا مذہب کہنا کسی طرح درست نہیں۔ "پریم" اور "شانتی"، یہ دونوں الفاظ ہندوؤں کے فلسفۂ اخلاق اور ان کے تصورات روحانیت کی ترجمانی کرتے ہیں، جن پر اھنسا پرمو دھرما، اور نروان کے نصب العین کی

بنا قائم ہوتی ہے۔ ہندو فلسفی دنیا کی زندگی کو مایا کا جال سمجھتا ہے، اور اس مایا کے جال میں پھنستے ہی اُسے آواگون کے چکر میں پڑ جانیکا خوف ہوتا ہے، اسیلیے وہ نظام اجتماعی کی ذمہ داریاں قبول کرنے سے جی چراتا ہے، اور حیات دنیا سے منہ موڑ کر اپنے لیے عافیت اور سکون کا گوشہ تلاش کرتا ہے، تاکہ کائنات سے اس کا تعلق منقطع ہو، اور آواگون کے چکر سے نکل کر وہ نِروان کے عدمی و سلبی عالم میں پہنچ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ عدل کے بجائے پریم اور مجاہدہ کے بجائے شانتی کے تصورات اسکے ذہن کو اپیل کرتے ہیں۔ منصب خلافت کے فرائض قبول نہ کرنیوالے کیلیے "پریم" اور زندگاہ خیر و شر سے منہ موڑنے والے کے لیے "شانتی" کے سوا اور کونسی معراج تخیل ہوسکتی ہے؟ مگر اسلام سرے سے اس تصور حیات ہی کا مخالف ہے۔ اس کا تصور یہ ہے کہ انسان زمین پر خدا کا خلیفہ ہے، اور یہاں اسے اس لیے بھیجا گیا ہے کہ اپنے نفس کی طاقتوں اور کائنات کی ساری قوتوں سے خدا کی مرضی کے مطابق پورا پورا کام لے، اور اپنی سعی و کوشش سے دنیا کی زندگی کو ایسا کامیاب بنائے کہ وہ خدا کے مقرر کیے ہوئے معیار کامیابی پر پوری اترے اور اس پر آخرت کی کامیابی کا نتیجہ مترتب ہو۔ اس نظام میں پریم اور شانتی بھی اپنی اپنی جگہ پر ہیں، مگر ان کو اوّلیت کا شرف حاصل نہیں ہے، بلکہ اوّلیت کا شرف صرف ایک چیز کو حاصل ہے، اور وہ یہ ہے کہ آفاق و انفس کی متصادم قوتوں کے درمیان قانون الٰہی کے مطابق عدل قائم کیا جائے، اور اس عدل کو قائم کرنے کیلیے منفرداً و مجتمعاً تمام اخلاقی و مادّی طاقتوں سے مجاہدہ کیا جائے۔ لہٰذا اسلام کو اگر کسی چیز کا مذہب کہا جاسکتا ہے تو وہ پریم اور شانتی نہیں بلکہ عدل اور جہاد فی سبیل اللہ ہے

اسکے علاوہ ایک اور چیز بھی ہے جس سے ہمیں اختلاف ہے، اور اس میں ہمارے دوست پرویز صاحب ہی نہیں بلکہ اکثر وہ حضرات مبتلا ہو جاتے ہیں جنہیں غیر مسلموں کا دل موہنے کیلیے رواداری کے اظہار کی ضرورت پیش آتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر امت میں نبی بھیجے تھے، ہمیں اس سے بھی انکار نہیں کہ ایک مسلمان کو ہر قوم کے مذہبی پیشواؤں کی عزت کرنی چاہیے، اور خدا کے مہیمن کلام کا یہ ارشاد بھی ہمارے سامنے ہے کہ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ الآیۃ۔ لیکن ہمیں یہ اختیار کیسے حاصل ہو گیا کہ جس علم کی تفصیل سے خدا نے ہمیں بے بہرہ رکھا ہم اسکی راز کشائی کے درپے ہو جائیں، وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ کا پردہ اٹھا کر اندر داخل ہونے کی جسارت کریں، اور جینیوں، بدھوں، ہندوؤں اور پارسیوں کو خوش کرنے کیلیے "جناب کنفیوشس"، "مہاتما بدھ"، "شری رام چندر جی"، "شری کرشن مہاراج" اور "زروشت" کو تعین کے ساتھ یہ کہیں کہ یہ سب خدا کے نبی تھے جنکا نام مِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ کی اوٹ میں چھپا ہوا ہے۔ صلح کل کی پالیسی ہمیں دل و جان سے عزیز لیکن اس باب میں بھی علم کی جائز حدود سے گذر جانا ہمارے نزدیک درست نہیں مظنونات علم یقین کا درجہ نہیں لے سکتے۔ علم یقین صرف اس حد تک لے جا کر ہمیں چھوڑ دیتا ہے کہ ہندوستان، ایران اور چین میں بھی خدا کے نبی ضرور آئے ہونگے۔ اسکے بعد یہ صرف گمان ہی گمان رہ جاتا ہے کہ شاید فلاں شخص نبی ہو۔ تعین کیساتھ یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ مثلاً ہندوستان میں شری رام چندر جی نبی ہو کر آئے تھے۔ ممکن ہے وہ محض ایک مصلح اور رفارمر رہے ہوں یا صرف مجدد شریعت کی حیثیت رکھتے...... ہوں۔ اور آج تو حال یہ ہے کہ تاریخی تنقید نے رام چندر جی کا وجود ہی مشکوک کر دیا ہے، چنانچہ خود ایک ہندو فاضل نے دعویٰ کیا ہے کہ رام اور

سیتا کے افسانے مصری اور فرعونی روایات قدیمہ سے ماخوذ ہیں۔

فرض کیجیے مرزا غلام احمدؐ قادیانی کا خود ساختہ علم نبوت بعثت نبوی سے بہت پہلے اٹھ چکا ہوتا اور آج ان کے متبعین کی تعداد بودھوں اور ہندوؤں کی طرح سطح ارض پر پھیلی ہوئی ہوتی تو کیا اس اصول کے ماتحت منھم من لم نقصص علیک کے ہاتھوں ان کو بھی خلعت نبوت سے سرفراز کر دیا جاتا! آخر ایسے ہی امکانات تو ہر ایک مدعی کے متعلق پیدا ہو سکتے ہیں لہذا ہمارے لیے مامون راہ یہی ہے کہ ہم ان تمام بانیانِ مذاہب کے بارے میں کامل سکوت اور توقف اختیار کریں۔ نہ انکی نبوت کا اقرار کریں نہ انکار۔ صرف اجمالی عقیدہ رکھیں کہ ہر قوم میں نبی آچکا ہے، لیکن اس کا نام کیا ہے؟ اس کے جواب میں ہم صاف طور پر اپنی لاعلمی کا اظہار کرینگے، اسلیے کہ علم الیقین کے بغیر کسی کو خدا کا نبی ٹھیرانا ہمارے لیے جائز نہیں۔

یہ رسالہ غیر مسلم حضرات کیلیے صرف تین پیسہ کا ٹکٹ بھیج کر ذیل کے پتہ سے مفت طلب کیا جاسکتا ہے۔ شیخ فضل الرحمن صاحب۔ ۴/۲ ایل روڈ۔ گورنمنٹ کوارٹرز۔ نزد چوبرجی لاہور

طلوع اسلام | مرتبہ حکیم ذکی احمدؐ خاں صاحب، ضخامت ۸۰ صفحات، شرح چندہ سالانہ صہ روپے۔ ملنے کا پتہ :- رسالہ طلوع اسلام۔ دہلی

یہ رسالہ پہلے جناب سید نذیر نیازی صاحب کی ادارت میں نکلا تھا۔ مگر بعض وجوہ سے بند ہوگیا تھا۔ اب از سر نو اسکی اشاعت شروع ہوئی ہے اور اس مرتبہ، ایک شخص کے بجائے اسکی زمامِ ادارت ایک مستقل بیدار مغز جماعت کے ہاتھ میں ہے جو پورے عزم اور خلوص کے ساتھ میدان میں آئی ہے۔ اس کے اغراض و مقاصد خود اسی کے الفاظ میں یہ ہیں :-

"پیام اقبال کی نشر و اشاعت اس کا مقصد ہوگا۔" "یہ مجلہ ملت اسلامیہ کی ہیئت اجتماعیہ کا نقیب ہوگا اور اس کی ملی زندگی کے ہر مسئلہ کا حل قرآن کریم کی روشنی میں پیش کریگا۔"

اس دور میں جبکہ زندگی کے ہر شعبہ میں غیر اسلامی تصورات سرایت کر رہے ہیں اور ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ بغیر سوچے سمجھے ان سے متاثر بلکہ مسحور ہو رہا ہے، امت مرحومہ کی اس سے بڑی اور کوئی خدمت نہیں ہو سکتی کہ اسلامی فکر و نظر کو زیادہ سے زیادہ اصلی رنگ میں پیش کیا جائے، تاکہ اوہام اور ظنون کی وادیوں میں بھٹکنے والے، اپنے اور غیر، سب کے سب ہر مشکل کا صحیح حل پا سکیں۔ رسالہ اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب نظر آتا ہے۔ یہ اسکا پہلا نمبر ہے، جسکے مضامین نہایت مفید اور بلند پایہ ہیں۔ خصوصاً "دین فطرت"، "نظریۂ قومیت کتاب وسنت کی روشنی میں"، اور "کانگرس، لیگ اور مسلمان" کے عنوان سے جو سنجیدہ اور تحقیقی مقالے لکھے گئے ہیں۔ بہت خوب ہیں۔ آخر میں "رفتارِ زمانہ" کے تحت سیاسیات عالم پر ایک مجمل لیکن پر مغز تبصرہ ہے۔

طلوع اسلام کے دور اول کا بھی ہم نے صمیم قلب کے ساتھ خیر مقدم کیا تھا، اور اب دور ثانی کا بھی اسی طرح خیر مقدم کرتے ہیں، بلکہ اس کی حیاتِ نو ہمارے لیے پہلے سے بھی کچھ زیادہ موجب مسرت ہے، اس لیے کہ اب وہ ہم کو ایک ایسا رفیقِ سفر نظر آتا ہے جو ٹھیک اسی نصب العین کی طرف چل رہا ہے جسکی طرف ہم گامزن ہیں۔ جاہلیتِ جدیدہ کے مقابلہ میں فکرِ اسلامی کی تبلیغ کرنے والے آج اس قدر کمیاب ہیں کہ جب تاریکی میں سے کوئی مجاہد نمودار ہوتا ہے تو ہمیں اتنی ہی خوشی ہوتی ہے جتنی کسی کال کے مارے ہوئے کسان کو آسمان پر لکۂ ابر دیکھ کر ہوا کرتی ہے۔

سالنامہ پیام تعلیم مرتبہ محمد حسین خاں صاحب ندوی جامعی، ضخامت ۱۲۸ صفحات، ملنے کا پتہ:۔ جامعہ ملیہ، قرول باغ - دہلی - پیام تعلیم کی عمر بیس سال کی ہو چکی ہے۔ اس عرصہ میں اس نے بچوں کی دماغی تربیت اور تعلیمی ترقی میں جو نمایاں اور مؤثر خدمات انجام

دی ہیں ہمیں اردو صحافت میں اسکی مثال نہیں ملتی، اسکی افادی حیثیت دن بدن بلند ہی ہوتی جارہی ہے - حسب معمول ۳۷ء کے اختتام پر بھی اس کا سالنامہ نکلا ہے جو ہر طرح کی خوبیوں سے آراستہ ہے - زبان نہایت صاف اور شیریں - ادبیت بلند ا مضامین بے حد دلچسپ اور مفید معلومات سے پُر ہیں - اس رسالہ کا کمال ہی یہ ہے کہ ہر بات کو اپنے دلچسپ اور نفسیاتی اصول کیساتھ کہتا ہے کہ غبی اور کور ذوق بچہ بھی اسے پڑھنے پر مجبور ہو جائے - یوں تو اس سالنامہ کا ہر مضمون اپنی جگہ پر کامیاب ہے لیکن "نیر" صاحب کی سلیس نظمیں اور "دو جگ بیتی" "شیخ نیازی" "ہوٹل کا ریڈیو" اس پرچے کی جان ہیں - اسکے ساتھ فاضل مدیر سے اتنی گذارش بھی ہے کہ بچوں کے دلوں میں ابھی سے اشتراکیت کا بیج بونے کی کوشش نہ فرمائیں - آگے چل کر یہ بچے خود آزاد مطالعہ سے جو مشرب چاہینگے، اختیار کرلینگے -

قرآن پاک کیا ہے اور اس نے کیا کر دکھایا | تالیف مولوی عبدالواحد صاحب سندھی استاذ جامعہ ملیہ - ضخامت ۱۰۲ صفحات، قیمت ۶ر ملنے کا پتہ مکتبۂ جامعہ - قرولباغ دہلی -

یہ رسالہ بچوں کیلیے لکھا گیا ہے جس میں اسلام اور قرآن کی تعریف، انکی اجمالی تاریخ قرآن کی کتابت اور حفاظت، کلام الٰہی کے اثر و اعجاز اور اسکی موٹی موٹی تعلیمات کو بچوں کے مناسب نہایت سہل زبان اور دل نشیں پیرائے میں بیان کیا گیا ہے - اسے پڑھکر بچوں کے دل میں قرآن کی عظمت اور رسولؐ کی صداقت کا گہرا نقش بیٹھ سکتا ہے - رسالہ کے آخر میں "ایک باپ کی اپنے بیٹے کو نصیحتیں" کے عنوان سے سورۂ لقمان کے اس حصہ کا بامحاورہ ترجمہ دیدیا گیا ہے جسمیں حضرت لقمان کی حکیمانہ وصیتیں منقول ہیں - اگر ترجمہ کے بجائے نفس مضمون کو لیکر اپنے لفظوں میں ادا کر دیا جاتا تو بچوں کیلیے زیادہ مفید ہوتا -

ایک جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر "بانی اسلام" کے لفظ سے کیا گیا ہے - یہ اصطلاح

اہل مغرب کی ایجاد ہے جو اپنے اندر ایک خاص معنویت رکھتی ہے، اور براہ راست صداقت رسولؐ سے ٹکراتی ہے مسلمانوں کو اس کے استعمال سے احتراز کرنا چاہیے خصوصاً بچوں کے باب میں۔

بچوں کیلیے جامعہ ملیہ کی کتابیں (۱) دنیا کے بچے۔ قیمت ۶ ر (۲) چھدو۔ قیمت ۳ ر (۳) شیدُلا۔ قیمت ۳ ر (۴) چھوٹا چھٹو۔ قیمت ۲ ر (۵) کائنات۔ قیمت پانچ آنے (۶) نیت کا پھل۔ قیمت ۲ ر (۷) شہزادی گلنار۔ قیمت ۴ ر (۸) انعامی مقابلہ قیمت ۳ ر (۹) جنگو کی بلی۔ قیمت ۲ ر (۱۰) پوری جو کڑھائی سے نکل بھاگی۔ قیمت ۲ ر (۱۱) لطائف غالب قیمت ۳ ر

یہ سب کتابیں بچوں کیلیے مفید ہیں۔ ان میں سے اکثر میں چھوٹی چھوٹی سبق آموز اور دلچسپ کہانیاں ہیں۔ اور بعض کتابوں میں بچوں کی معلومات اور ان کے دائرۂ نظر کو وسیع کرنے کیلیے بہت اچھا پیرایہ اختیار کیا گیا ہے۔ خصوصاً "کائنات" بہت قابلِ قدر چیز ہے "دنیا" کے بچے بھی عمدہ کتاب ہے۔ بعض کہانیوں میں بجز زبان کے اور کچھ نہیں ہے، بلکہ الٹے بچوں میں اعجوبہ پرستی اور وہمیت پیدا ہونیکا اندیشہ ہے۔ مثلاً "چھدو" اور "باچھو" اور "پان کو" کی کہانیاں، اور "جنگو کی بلی"، کہ اس قسم کے قصے بچوں میں غیر فطری امور سے دلچسپی پیدا کر دیتے ہیں۔

قلعہ معلّٰی کی جھلکیاں تالیف جناب عرش تیموری۔ ضخامت ۷۲ صفحات، قیمت ۸ ر ملنے کا پتہ۔ مکتبہ جہاں نما لارڈ و بازار جامع مسجد دہلی۔

اس کتاب میں دلّی کی اسلامی سلطنت کے مٹتے ہوئے آخری نقوش کا ایک غیر مترتب اور دھندلا سا مرقع پیش کیا گیا ہے، جس میں ۵۷ء کے پر آشوب زمانہ اور اسکے کچھ پیشتر و مابعد کے وہ عبرت انگیز واقعات درج ہیں جنھیں مولف نے قلعہ معلی کی

جھلکیوں سے تعبیر کیا ہے۔ مولف موصوف خود اسی اجڑے ہوئے چمن کی حرماں نصیب یادگاروں میں سے ہیں۔ انھوں نے خاندانی روایتوں کی مدد سے متفرق واقعات کو جمع کردیا ہے جنکے اندر کوئی تاریخی ترتیب ملحوظ نہیں، لیکن پڑھنے والوں کیلیے وجہ عبرت اور سرمایہ حسرت ضرور ہیں اور شاید جامع کا مقصد بھی اسی قدر ہے۔ خاندان شاہی کی پریشانیوں اور مظلومیوں کی داستان کے علاوہ اس دور کے شاہی انتظام سلطنت، تمدن و معاشرت رسم و رواج، افراد خاندان کی طرز بود و ماند اور ان کی ذہنی و اخلاقی حالت کا ایک اجمالی خاکہ بھی اس میں ملتا ہے جس سے ایک مورخ بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں تالیف مولوی ابوالحسنات صاحب ندوی مرحوم سابق رفیق دار المصنفین۔ ضخامت ۱۳۴ صفحات قیمت ۱۲؍ ملنے کا پتہ منیجر دار المصنفین۔ اعظم گڈھ

یہ کتاب رسالہ معارف کے ایک سلسلہ مضامین کا مجموعہ ہے۔ مصنف مرحوم نے اس میں بڑی کاوش سے ہندوستان کی اسلامی تاریخ کے اس پہلو کو روشن کیا ہے جسکے متعلق موجودہ متداول تاریخوں میں ہمیں اجمالی اشارات بھی بمشکل ہی ملتے ہیں۔ ہماری تاریخوں کے مصنفین جب محمود غزنوی کا تذکرہ کرینگے تو انکا قلم نہایت آب و تاب کیساتھ سترہ خونی مرقع کھینچکر خاموش ہوجائیگا۔ یہ بتانا اسکے فرائض میں سے ہرگز نہ ہوگا کہ اس علم پرور حکمراں نے ہندوستان کی جہالت پر کتنے حملے کیے تھے۔ مصنف مرحوم لائق شکریہ ہیں کہ انھوں نے قوم کے اس فرض کفایہ کو ادا کیا اور تاریخ کے قدیم انباروں، سلاطین کے فرمانوں، کتبوں اور اثری تحقیقات کے عسیر الحصول ذخیروں سے چن کر یہ نادر اور خوشنما مجموعہ ہمارے سامنے پیش کیا۔

مصنف نے آغاز سے لیکر زوال حکومت تک مسلمان حکمرانوں اور امیروں کے

قائم کئے ہوئے مدرسوں کی تاریخی تفصیلات جس قدر بھی انھیں میسر آسکیں اکٹھی کردی ہیں اور ہر ایک صوبہ کو لیکر الگ الگ باب قائم کرکے اسکی تعلیمگاہوں کا تذکرہ مدلل طریقہ سے کیا ہے۔ پھر یہ بتایا ہے کہ ان مستقل تعلیم گاہوں کے علاوہ اشاعت علم کے دوسرے ذرائع کیا تھے۔ شخصی طور پر تعلیم کا کیسا رواج تھا، تعلیم کیلیے شیراز و بغداد سے اساتذۂ فن کس گرمجوشی سے آیا کرتے تھے۔ اس کے بعد قدیم طریقہ تعلیم اور مختلف دوروں کے عربی نصاب تعلیم کی تفصیل دی ہے اور آخر میں موجودہ نصاب کے نقائص پر مفید نقد کیا ہے۔

عربی کے بعد فارسی طرز تعلیم، نصاب تعلیم اور اس کی اشاعت کے اسباب سے بحث کی ہے جسکے بعض ذیلی مباحث عنوان کتاب کے لحاظ سے کسی قدر غیر مناسب طول اختیار کر گئے ہیں مثلاً فارسی زبان کی ترویج و اشاعت اور اس کے نتائج کے سلسلۂ بیان میں ہندو مسلم شعرائے فارسی کے تذکرے اور ان کے کلام پر تبصرے اصل عنوان سے کچھ زیادہ موزونیت نہیں رکھتے۔

مصنف نے ان معلومات کے حاصل کرنے میں بڑی ہی عرق ریزی سے کام لیا ہے۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ چھ سات سو برس کی مسلسل حکمرانی میں مسلمانوں نے صرف اتنے ہی مدارس قائم کیے۔ در اصل یہ تو اس دریا کا ایک قطرہ ہے، جسکی پہنائی ہماری نگاہ تصور سے کہیں زیادہ ہے۔ اب ہمارے دیگر ارباب علم کا فرض ہے کہ وہ اس عمارت کو مکمل کریں جسکی بنا فاضل مصنف نے رکھی ہے۔

مجاہد ھند | تالیف محمد اسحٰق حنیف صاحب امرتسری۔ ضخامت ۳۲ صفحات قیمت ۲ر

یہ رسالہ حضرت شاہ اسمعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا گیا ہے۔ اس میں اختصار کے ساتھ آپ کے تبلیغی کارناموں اور مجاہدانہ غزوات کا ذکر ہے۔ رسالہ ضرورت سے

زیادہ مختصر ہے۔ زبان بہت اصلاح طلب ہے۔ مثلاً "جنگ" کا لفظ اردو میں مونث استعمال ہوتا ہے لیکن رسالہ مذکور میں جگہ جگہ مذکر استعمال کیا گیا ہے۔ "سینہ بسینہ لڑائی" محاورہ نہیں ہے بلکہ "دست بدست" ہے۔ اسیطرح "باغی ہو گیا ہوا تھا" اور "سکھوں نے قید کیا ہوا تھا" خالص پنجابی محاورے ہیں۔ فصحائے ادب نے اسے ابھی سند قبولیت نہیں دی ہے۔

آجکل افسردہ دل اور افسردہ ایمان مسلمانوں کو ایسے رسائل کا خاص طور سے مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ انھیں معلوم ہو کہ اسلام کیا چیز ہے اور ایمان میں کتنی قوت ہے۔

(۱) مرآۃ الرسوم	تالیفات ابو القاسم غلام رسول صاحب بی۔ اے سکرٹیری دی افغان یونین
(۲) ترغیب الصلوۃ	ملنے کا پتہ: سکرٹیری دی افغان یونین، جھونا کمہار واڑہ۔ کراچی۔
(۳) امانت اور عہد	افغان یونین ایک اصلاحی انجمن ہے جو عام مسلمانوں کی مذہبی اور
(۴) ابو ہریرہ رضؓ	معاشرتی حالت سدھارنے اور انہیں اسلامی تعلیمات سے روشناس کرنے

کیلیے قائم ہوئی ہے۔ انجمن نے یہ رسالے اپنی اغراض کیلیے شائع کیے ہیں۔ پہلے رسالہ میں شادی و غمی، مذہبی تہواروں اور عام معاشرتی و مذہبی معاملات میں جو لغو رسوم اور بدعات رواج پا گئی ہیں انکی اصلاح کی کوشش کی گئی ہے اور لوگوں کو اسلام کی اصلی باتیں بتائی گئی ہیں۔ دوسرے اور تیسرے رسالہ میں امانت اور وفائے عہد اور نماز کی اہمیت کو کتاب و سنت کے حوالوں سے جتا کر لوگوں کو بیدار کیا گیا ہے۔ چوتھے میں حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت کی ہوئی چالیس حدیثیں مع ترجمہ درج ہیں بعض حدیثوں کے ضمن میں تشریحی نوٹ بھی ہیں۔ ترجمہ سلیس اور عام فہم ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضؓ کے مختصر حالات بھی دیے گئے ہیں۔ شروع کتاب میں شمائل نبوی پر ایک ایمان افروز مقالہ بھی ہے۔